عورت سے غیر فطری مباشرت

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

اللہ تعالیٰ کے بے غایت لطف وکرم سے عورت مرد کے لیے سکون کا باعث ہے۔ یہ سکون اس وقت ناپید ہوجاتا ہے، جب مرد، عورت سے غیر فطری مباشرت کرکے اس کے تقدس کو پامال کردیتا ہے، کیونکہ یہ اقدام حکمِ شریعت کی سخت خلاف ورزی ہے، نیز اخلاق وشرافت کے منافی بھی ہے۔ اس قبیح فعل کو نہ عقل تسلیم کرتی ہے اور نہ ہی نقل اس کی تائید میں ہے۔ البتہ گدھے کتے اور خنزیر جیسے جانور ایسا ضرور کرسکتے ہیں یا پھر کفار۔ فطرتِ سلیمہ اور طبعِ مستقیم کے حامل مسلمان سے اس جریمہ کا ارتکاب ناممکن ہے۔

عورت کو پشت (Anus) سے استعمال کرنا گناہ کی سب سے بھیانک اور بدبخت صورت ہے۔ اس سے انسان قوائے فکری وعملی پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ اس قبیح فعل کا نتیجہ ذلت وخسران اور تباہی وبربادی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس کے فاعل کو ہمیشہ ذلت ونامرادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ مغضوب علیہم قوموں کے آثارِ سیئہ اور اخلاقِ قبیحہ میں سے ایک گناہ ہم جنس پرستی، عملِ قومِ لوط اور عورت سے لواطت کرنا ہے۔ فواحش ورذائل کی لسٹ میں اور طبعِ سلیم کی کراہت ونکارت کے لحاظ سے یہ گناہ بدکاری سے بڑھ کر ہے۔ کفر کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ اس کے نقصانات اور بداثرات معاشرہ پر قتل سے بڑھ کر ہیں۔

اس کا جواز پیش کرنا محض دعویٰ بلادلیل پر اصرار ہے، اس لیے کہ یہ اسلام کی بے لوث اور پاک تعلیم پر حملہ ہے، نیز اسلامی تہذیب وتمدن کی تمام نزاکتوں کو تار تار کردینے کے مترادف ہے۔ یہ دینی وانسانی مصلحت سے عاری ایسا جرمِ عظیم ہے، جو ایک مسلمان سے ثقاہت وتقویٰ کی دولت چھین لیتا ہے۔ یہ شوہر وزن کے خوشگوار تعلقات کو نفرت وعداوت میں بدل دیتا ہے۔ رشتہ ازدواج کے تقدس کو پامال کردیتا ہے، انسانی صحت کو روگ لگادیتا ہے، روحانیت کو سلب

کر لیتا ہے۔

جب کوئی اپنی بیوی سے لواطت کرتا ہے، اس وقت وہ عقل وفکر کے نزدیک مسلمات کو للکار رہا ہوتا ہے۔ قرآنِ عزیز اور حدیث شریف کی پاکیزہ تعلیمات سے آشنا مسلمان سے اس بُرے فعل کا ارتکاب مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

واضح رہے کہ جس قوم کے اندر یہ بے ہودہ اور فحش گناہ پایا گیا، مولائے کریم نے انہیں دنیا ہی میں مرقعِ عبرت اور داستانِ موعظت بنایا ہے۔ یہ انعکاسِ فطرت پر مبنی نازیبا عمل بے راہروی اور آوارہ مزاجی کی ایسی لعین عادت ہے، جو جواب اخلاق باختہ اور لادینی فسق وفجور میں غرقاب، شہوات ولذات میں منہمک، عصیان ومعاصی کے دلدل میں بری طرح پھنسے ہوئے، بلکہ دھنسے ہوئے یورپ کے پانچ ملکوں میں قانون کا درجہ حاصل کر چکی ہے اور انسانیت کے لیے باعثِ ننگ وعار اس قانون پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔

تُف ہے ایسی تہذیب پر! مالکم کیف تحکمون .

شریعتِ اسلامیہ چونکہ پاکیزہ، صاف ستھرے، شگفتہ اور بہار آفریں احکامات پر مبنی ہے، لہٰذا وہ انسان کو بہیمی خواہشوں، نفس پرستیوں، اعمالِ شیطانیہ اور افعالِ خبیثہ سے بچاتی ہے۔ وہ ہمارے اندر نیکی کا جذبہ اور بُرائی سے اجتناب کی قوت پیدا کرتی ہے۔ وہ ہمیں ہماری خواہشوں اور تمناؤں کو حدِ اعتدال فراہم کرتی ہے۔ اس لیے شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایسی رذالتوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ حتی کہ ایک شخص اپنی حلال اور منکوحہ بیوی کو بھی پشت سے استعمال نہیں کر سکتا، کیونکہ ایسا کرنا مقصدِ شریعت کے خلاف ہے اور محض حیوانی جذبہ کی تسکین ہے۔

افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ منبر ومحراب پر سکتہ طاری ہے، جبکہ روزانہ کتنے لوگ اس مذموم فعل کا مرتکب ہو کر اپنا دل اور منہ کالا کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے معاشرہ کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں اور معاشرے کے لیے مفید افراد پیدا کرنے کے خواہاں ہیں تو انسانوں میں صالحیت اور تقویٰ لانا ہوگا۔ انسانی ہمدری کے جذبہ سے سرشار ہو کر آگے بڑھنا ہوگا اور اس گناہ

کے بھیانک نتائج سے انسانوں کو آگاہ کرنا ہوگا۔ یہ لعین عادت فاعل ومفعول میں سوزاک، جریان، جسم میں سوزش، نیز مفعول کے لیے لیکوریا اور بواسیر کا سبب ہے۔

عورت سے لواطت ایسا قبیح کام ہے، جو شرعاً ناجائز وحرام اور کبیرہ گناہ ہے، اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی کا باعث ہے، اس فعل کی قباحت کو بیان کرتے ہوئے شیخ الاسلام ثانی، عالمِ ربانی علامہ ابن القیم رحمہ اللہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

وأمّا الدُّبرُ فلم يُبَحْ قَطُّ على لسان نبيٍّ من الأنبياء ، ومَن نسب إلى بعض السَّلَف إباحة وطء الزوجة فی دُبُرها ، فقد غلط عليه .

”دبر میں وطی کرنا کسی نبی کی زبانی جائز قرار نہیں دیا گیا، جس شخص نے بعض سلف کی طرف بیوی کی دبر میں وطی کرنے کا جواز منسوب کیا ہے، اس نے غلط بیانی کی ہے۔“

(زاد المعاد لابن القيم : ٤/٢٥٧)

حافظ بغوی رحمہ اللہ (۴۳۶۔۵۱۰ھ) لکھتے ہیں: **أمّا الإتيان فی الدبر فحرام ، فمن فعله جاهلا بتحريمه ، نهی عنه ، فإن عاد عزّر .**

”بیوی کی دبر میں جماع کرنا حرام ہے، جو شخص اس کی حرمت سے جہالت کی بنا پر ایسا کرے، اسے روکا جائے گا، اگر دوبارہ کرے تو اسے تعزیری سزا دی جائے گی۔“

(شرح السنة للبغوی : ٩/٦)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ (۷۰۱۔۷۷۴ھ) لکھتے ہیں: **وأمّا إتيان النساء فی الأدبار فهو اللوطيّة الصغری ، وهو حرام بإجماع العلماء إلّا قوما واحدا شاذا لبعض السلف ، وقد ورد فی النهی عنه أحاديث عن رسول اللّٰه صلّی اللّٰه عليه وسلّم .** ”عورتوں کی دبر میں جماع کرنا قومِ لوط کے عمل سے ملتا جلتا کام ہے، یہ باتفاقِ علما حرام ہے، سوائے ایک گروہ کے، جو کہ سلف صالحین سے الگ ہو گیا ہے، حالانکہ اس فعل سے ممانعت کے بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔“ (تفسير ابن كثير : ٣/١٨٣)

ابنِ نجیم حنفی (م ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں: **استحلال اللواطة بزوجته كفر عند الجمهور .** ’’اپنی بیوی سے دبر میں جماع کو حلال سمجھنا جمہور علما کے نزدیک کفر ہے۔‘‘ (الاشباہ والنظائر لابن نجیم : ص ۱۹۱)

معزز قارئین ! آپ کو بتاتے چلیں کہ یہ برا کام شیعہ مذہب میں جائز ہے، جیسا کہ خمینی صاحب لکھتے ہیں: **والأقوى والأظهر جواز وطئ الزوجة مع الدبر على كراهية شديدة .** ’’قوی ترین اور راجح بات یہ ہے کہ شدید کراہت کے باوجود بیوی کی دبر میں جماع کرنا جائز ہے۔‘‘ (تحریر الوسیلة للخمینی : ۲۴۱/۲، مسئلہ نمبر ۱۱)

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وطئ المرأة في دبرها حرام بالكتاب والسنّة ، وهو قول جماهير السلف والخلف ، بل هو اللوطيّة الصغرىٰ ... ’’عورت کی دبر میں جماع کرنا کتاب وسنت کی رو سے حرام ہے۔ جمہور سلف وخلف کا قول بھی یہی ہے، بلکہ یہ لواطت سے ملتا جلتا فعلِ بد ہے۔‘‘ (مجموع الفتاوی لابن تیمیة : ۲۶۶/۳۲-۲۶۷)

امام عطا بن ابی رباح تابعی رحمہ اللہ سے عورتوں کو پشت سے استعمال کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: **تلك كفر ، ما بدأ قوم لوط إلّا ذاك ، أتو النساء في أدبارهنّ ، ثمّ أتى الرجال الرجال .** ’’یہ کفریہ کام ہے۔ قومِ لوط نے اسی فعل سے ابتدا کی تھی، پہلے وہ عورتوں کی دبر میں جماع کرتے تھے، پھر مرد، مردوں سے ایسا کام کرنے لگے۔‘‘ (مساوی الاخلاق للخرائطی : ۴۲۵، وسندہٗ حسنٌ)

امام طاؤس بن کیسان تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا گیا، جو اپنی بیوی سے لواطت کرتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ذلك الكفر . ’’یہ کفریہ کام ہے۔‘‘

(السنن الکبریٰ للنسائی : ۹۰۰۴، وسندہٗ صحیحٌ)

ایک روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہما سے ایسے انسان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: **هذا يسائلني عن الكفر .** ”یہ شخص مجھ سے کفر کے بارے میں پوچھتا ہے۔“ (مصنف عبد الرزاق : ٤٤٢/١١، ح : ٢٠٩٥٣، وسندهٗ صحيحٌ)

نیز فرماتے ہیں: **ائت حرثك من حيث نباته .**

”اپنی کھیتی (بیوی) سے اس جگہ پر جماع کر جہاں سے کچھ اُگ سکے۔“

(السنن الكبرٰى للبيهقي : ١٩٦/٧، وسندهٗ صحيحٌ)

خود امام طاوس رحمہ اللہ سے ایسے انسان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

تلك كفرة . ”یہ کفریہ کام ہے۔“

(السنن الكبرٰى للنسائي : ٩٠٠٦، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **من أتى أدبار الرجال والنساء فقد كفر .** ”جو آدمی مردوں اور عورتوں کی دبر میں جماع کرتا ہے، وہ کفریہ کام کرتا ہے۔“ (السنن الكبرٰى للنسائي : ٩٠٢١، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا ابو الدردا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **وهل يفعل ذلك إلّا كافر ؟**

”کیا کافر کے علاوہ کوئی ایسا کام کرسکتا ہے؟“

(زوائد مسند الامام احمد : ٢١٠/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

امام طاوس تابعی، امام سعید بن مسیّب تابعی، امام مجاہد تابعی اور امام عطا بن ابی رباح تابعی رحمہم اللہ کے بارے میں روایت ہے: **أنّهم كانوا ينكرون إتيان النساء في أدبارهنّ ويقولون : هو كفر .** ”یہ تابعین رحمہم اللہ عورتوں کی دبر میں جماع کرنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ کفر ہے۔“ (سنن الدارمي : ١١٨٥، وسندهٗ حسنٌ)

امام عکرمہ تابعی رحمہ اللہ، سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

أنّه كان يكره إتيان الرجل امرأته في دبرها ، ويعيبه عيبا شديدا .

”آپ رضی اللہ عنہما مرد کے عورت کی دبر میں جماع کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور اس کو سخت برا فعل کہتے تھے۔“ (مسند الدارمی : ١١٧٨، وسندہٗ صحیحٌ)

امام مجاہد بن جبر تابعی رحمہ اللہ فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللّٰـهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ (یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں اور بہت پاک رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **من أتى امرأته فى دبرها ، فليس من المتطهّرين .** ”جو اپنی بیوی سے دبر میں جماع کرے، وہ پاکیزہ لوگوں میں سے نہیں ہے۔“ (السنن الکبریٰ للنسائی : ٩٠٢٢، تفسیر الطبری : ٣٩٥/٤، وسندہٗ حسنٌ)

اجماع

① امام ابنِ عبدالبر رحمہ اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ) فرماتے ہیں: **وفى الإجماع هذا دليل على أنّ الدبر ليس موضع وطئ ، لو كان موضع وطئ ما ردت من لا يوصل إلى وطئها فى الفرج ، وفى إجماعهم أيضا على العقيم التى لا تلد لا ترد ...** ”اس اجماع میں یہ دلیل موجود ہے کہ دبر جماع کرنے کی جگہ نہیں ہے، اگر یہ جماع کرنے کی جگہ ہوتی تو اس عورت کے نکاح کو ختم نہ کیا جاتا، جس کی فرج میں وطی ممکن نہیں ہوتی، اسی طرح اجماع ہے کہ اس بانجھ عورت کا نکاح ختم نہیں کیا جائے گا، جو بچہ جننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔۔۔“ (الاستذکار لابن عبد البر : ٤٢٣/٥)

② حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱۔۶۷۶ھ) لکھتے ہیں: **واتّفق العلماء الذين يعتدّ بهم على تحريم وطئ المرأة فى دبرها حائضا كانت أو طاهرا ، لأحاديث كثيرة مشهورة .** ”قابلِ اعتماد علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ عورت کی دبر میں جماع کرنا حرام ہے، خواہ وہ حیض کی حالت میں ہو یا طہر کی حالت میں۔ اس بارے میں بہت سی مشہور احادیث موجود ہیں۔“ (شرح صحیح مسلم : ٤٦٣/١)

③ حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ (۷۰۱۔۷۷۴ھ) لکھتے ہیں: **وأمّا إتیان النساء فی الأدبار فهو اللوطیّة الصغری ، وهو حرام بإجماع العلماء إلّا قوما واحدا شاذا لبعض السلف ، وقد ورد فی النهی عنه أحادیث عن رسول الله صلّی الله علیه وسلّم .** ”عورتوں کی دبر میں جماع کرنا قومِ لوط کے عمل سے ملتا جلتا کام ہے، یہ باتفاقِ علما حرام ہے، سوائے ایک گروہ کے، جو کہ سلف صالحین سے الگ ہوگیا ہے، حالانکہ اس فعل سے ممانعت کے بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔“

(تفسیر ابن کثیر : ۱۸۳/۳)

④ حافظ مناوی رحمہ اللہ (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں: **وما ذکر من أنّ الدبر حرام ، هو ما استقرّ علیه الحال ، وعلیه الإجماع الآن فی الجملة .**

”دبر میں جماع کے حرام ہونے پر موجودہ زمانے میں اتفاق ہے اور اب فی الجملہ اس پر اجماع ہے۔“ (فیض القدیر للمناوی : ۱۶۹/۵)

⑤ علامہ عینی حنفی (۷۶۲۔۸۵۵ھ) لکھتے ہیں: **وقد انعقد الإجماع علی تحریم إتیان المرأة فی الدبر ، وإن کان فیه خلاف قدیم ، فقد انقطع ، وکلّ من روی عنه إباحته ، فقد روی عنه إنکاره .**

”عورتوں کی دبر میں جماع کے حرام ہونے پر اجماع ہو چکا ہے، اگرچہ اس میں پرانا اختلاف تھا، لیکن وہ ختم ہوگیا ہے۔ جس شخص سے بھی اس کی اباحت مروی ہے، اس سے اس کا انکار بھی مروی ہے۔“ (البنایة فی شرح الهدایة للعینی : ۲۵۵/۶)

⑥ جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب (م۱۳۵۲ھ) لکھتے ہیں:

الإیلاج فی الدبر ، وهو حرام بإجماع الأمّة ، لا یشذّ عنهم شاذّ .

”دبر میں جماع کرنے کے حرام ہونے پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ ان سے کسی اختلاف کرنے والے نے اختلاف نہیں کیا۔“ (العرف الشذی : ۱/۳)

بہت سارے اہل علم نے اس برے کام کو حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ حافظ ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی رحمہ اللہ (٥٧٨۔٦٥٦ھ) لکھتے ہیں:

وجمهور السلف والعلماء وأئمّة الفتوىٰ على تحريم ذلك .

"جمہور سلف، علمائے کرام اور مفتی ائمہ اس کو حرام قرار دیتے ہیں۔"

(الفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم : ١٥٧/٦)

امام مالک رحمہ اللہ (۹۳۔۱۷۹ھ) فرماتے ہیں: **ما علمته حرام .**

"میرے علم کے مطابق یہ حرام ہے۔" (السنن الكبرىٰ للنسائي : ٨٩٨٠، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔

مشہور مفسر علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٠٠۔٦٧١ھ) لکھتے ہیں: **وهذا هو الحقّ المتّبع، والصحيح في المسألة .** "یہی وہ حق ہے، جس کی پیروی ضروری ہے اور اس بارے میں صحیح بات یہی ہے۔" (تفسير القرطبي : ٩١/٣)

عورت کی دبر استعمال کرنے کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ (٦٧٣۔۷۴۸ھ) اور ابنِ حجر ہیثمی (۹۰۹۔۹۷۴ھ) نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ حافظ مناوی (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں: **والنّهي للتحريم، بل هو كبيرة .** "یہ ممانعت حرمت کے لیے ہے، بلکہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔" (فيض القدير للمناوي : ٣٥٧/٤)

اس گناہ کے خلاف حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۰۸۔۵۹۷ھ) نے تحريم المحل المكروه اور حافظ ابو العباس القرطبی رحمہ اللہ (٥٧٨۔٦٥٦ھ) نے إظهار إدبار من أجاز الوطئ في الأدبار نامی کتابیں لکھی ہیں اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ایک جزء لکھا ہے۔

قرآنی دلائل

دلیل نمبر ① : اللہ تعالیٰ کا فرمانِ گرامی ہے:

﴿ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ﴾ (البقرة : ٢٢٢)

’’پس جب عورتیں (حیض سے) پاک ہوجائیں تو ان سے اس طرح جماع کرو، جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے۔‘‘

اس آیتِ کریمہ کا مفہوم واضح کرتے ہوئے اور اس فعلِ بد کی بیس کے قریب قباحتیں بیان کرتے ہوئے حافظ ابن القیم رحمہ اللہ (۶۹۱-۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: وقد دلّت الآية على تحريم الوطء فى دُبرها من وجهين : أحدهما أنّه أباح إتيانها فى الحرث ، وهو موضع الولد لا فى الحُشّ الذى هو موضع الأذى ، وموضع الحرث هو المراد من قوله ﴿ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ﴾ (البقرة : ٢٢٢) الآية ، قال : ﴿ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ﴾ (البقرة : ٢٢٣) ، وإتيانُها فى قبلها مِن دبرها مستفادٌ من الآية أيضا ، لأنّه قال : أنّى شئتم ، أى من أين شئتم من أمام أو من خلف ، قال ابن عبّاس : فأتوا حرثكم ، يعنى الفرج ، وإذا كان اللّٰه حرَّم الوطء فى الفرج لأجل الأذى العارض ، فما الظنُّ بالحشِّ الذى هو محلّ الأذى اللازم مع زيادة المفسدة بالتعرّض لانقطاع النسل والذريعة القريبة جدّاً من أدبار النساء إلى أدبار الصبيان .

وأيضاً : فللمرأة حقّ على الزوج فى الوطء ، ووطؤها فى دُبرها يفوِّتُ حقّها ، ولا يقضى وطَرَها ، ولا يُحَصِّل مقصودها ، وأيضاً : فإنّ الدبر لم يتهيّأ لهذا العمل ، ولم يخلق له ، وإنّما الذى هيء له الفرج ، فالعادلون عنه إلى الدُّبُر خارجون عن حكمة اللّٰه وشرعه جميعاً ، وأيضاً : فإنّ ذلك مضرّ بالرجل ، ولهذا ينهى عنه عقلاءُ الأطبّاء مِن الفلاسفة وغيرهم ، لأنّ للفرج خاصيّة فى اجتذاب الماء المحتقن وراحة الرجل منه والوطءُ فى الدُّبُر لا يعين على اجتذاب جميع الماء ، ولا يخرج كلَّ المحتقن لمخالفته للأمر الطبيعى ،

وأيضاً : يضرّ من وجه آخَر ، وهو إحواجُه إلى حركات متعبةٍ جدّاً لمخالفته للطبيعة ، وأيضاً : فإنّه محلّ القذر والنَّجْوِ ، فيستقبلُه الرَّجل بوجهه ، ويُلابسه ، وأيضاً : فإنّه يضرُّ بالمرأة جداً ، لأنّه واردٌ غريب بعيدٌ عن الطباع ، مُنافر لها غايةَ المنافرة ، وأيضاً ، فإنّه يُحِدثُ الهمَّ والغمّ ، والنفرةَ عن الفاعل والمفعول ، وأيضاً ، فإنه يُسَوِّدُ الوجه ، ويُظلم الصدر ، ويَطمِسُ نور القلب ، ويكسو الوجه وحشةً تصير عليه كالسِّيماء يعرِفُها مَن له أدنى فراسة ، وأيضاً : فإنّه يُوجب النفرة والتباغض الشديد ، والتقاطع بين الفاعل والمفعول ، ولا بُدَّ ، وأيضاً : فإنّه يُفسد حال الفاعل والمفعول فساداً لا يكادُ يُرجَى بعده صلاح ، إلّا أن يشاءَ اللّٰه بالتوبة النصوح ، وأيضاً : فإنّه يُذهبُ بالمحاسن منهما ، ويكسوهما ضِدَّها ، كما يُذهب بالمَوَدَّة بينهما ، ويُبدلهما بها تباغضاً وتلاعُناً ، وأيضاً : فإنّه من أكبر أسباب زوال النِعَم ، وحُلول النِقَم ، فإنّه يوجب اللعنةَ والمقتَ من اللّٰه ، وإعراضه عن فاعله ، وعدم نظره إليه ، فأيُّ خير يرجوه بعد هذا ، وأيُّ شر يأمنُه ، وكيف حياة عبد قد حلَّتُ عليه لعنة اللّٰه ومقته ، وأعرض عنه بوجهه ، ولم ينظر إليه ، وأيضاً : فإنّه يُذهب بالحياءِ جملةً ، والحياءُ هو حياة القلوب ، فإذا فقدها القلبُ ، استحسَن القبيح ، واستقبحَ الحسن ، وحينئذٍ فقد استحكَم فسادُه ، وأيضاً : فإنّهُ يُحيل الطباعَ عمّا رَكَّبَها اللّٰه ، ويُخرج الإنسانَ عن طبعه إلى طبع لم يُركِّب اللّٰه عليه شيئاً من الحيوان ، بل هو طبع منكوس ، وإذا نُكِسَ الطبعُ انتكس القلب ، والعمل ، والهدى ، فيستطيبُ حينئذٍ الخبيثَ من الأعمال والهيئات ، ويفسد حاله وعملُه وكلامه بغير اختياره .

وأيضاً : فإنّه يُورِث مِنَ الوقاحة والجُرأة ما لا يُورثه سواه ، وأيضاً : فإنّه يُورث مِنَ المهانة والسِّفال والحقَارة ما لا يورثه غيره ، وأيضاً : فإنّه يكسو

العبدَ مِن حُلَّة المقت والبغضاء، وازدراءِ الناس له، واحتقارِهم إيَّاه، واستصغارِهم له ما هو مشاهَدٌ بالحسِّ، فصلاة اللّٰه وسلامه على مَن سعادةُ الدنيا والآخرة في هَدْيِه واتّباعِ ما جاء به، وهلاكُ الدنيا والآخرة في مخالفة هَدْيِه وما جاء به.

''اس آیت نے دو طرح سے عورت کی دبر میں جماع سے ممانعت پر دلالت کی ہے، ایک تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی کھیتی میں جماع کو جائز قرار دیا ہے اور کھیتی کی جگہ بچہ پیدا ہونے کی جگہ ہے، نہ کہ وہ سوراخ جو کہ گندگی کی جگہ ہے اور فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ ﴾ (البقرۃ: ۲۲۲) (جہاں سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے) سے مراد یہی کھیتی والی جگہ ہی ہے، نیز فرمایا: ﴿ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ﴾ (البقرۃ: ۲۲۳) (تم اپنی کھیتی کو جہاں سے چاہو، آؤ)، اس آیت سے عورت کے پچھلی جانب سے اس کی اگلی شرمگاہ میں جماع کرنے کی بھی دلیل نکلتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تم جہاں سے چاہو، جماع کرو، یعنی آگے سے یا پیچھے سے۔ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کھیتی سے مراد اگلی شرمگاہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عارضی طور پر لاحق ہونے والی گندگی (حیض) کی وجہ سے اگلی شرمگاہ میں جماع کو حرام قرار دیا ہے تو اس سوراخ کے بارے میں کیا خیال ہے، جو مستقل طور پر گندگی کی جگہ ہے، ساتھ ساتھ اس میں جماع کے اور بھی مفاسد ہیں، ان میں ایک انقطاعِ نسل ہے اور دوسرا یہ کہ عورتوں کی پشتوں میں جماع کرنا بچوں کی پشتوں میں جماع (لواطت) کا بڑا سبب ہے۔

اسی طرح جماع میں عورت کا بھی مرد پر حق ہوتا ہے، جو کہ دبر میں جماع کرنے سے ادا نہیں ہوتا اور عورت کی خواہش پوری نہیں ہوتی اور اس کا مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح دبر اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئی، بلکہ اس کام کے لیے فرج بنائی گئی ہے، چنانچہ اس کو چھوڑ کر دبر کی طرف جانے والے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور شریعت سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ یہ مرد کے لیے بھی نقصان دہ ہے، اسی لیے عقل مند اطباء اور فلاسفہ وغیرہم اس کام سے منع کرتے ہیں، کیونکہ

فرج میں بہنے والے پانی کو جذب کرنے اور مرد کو راحت دینے کی صلاحیت ہوتی ہے، جبکہ دبر میں جماع کرنا پانی کو جذب کرنے پر مدد نہیں دیتا اور طبعی امر کی مخالفت کی وجہ سے پانی مکمل طور پر خارج نہیں ہوتا۔ ایک اور طرح سے بھی یہ نقصان دہ ہے کہ اس میں طبع کے خلاف حرکات کرنا پڑتی ہیں، جو کہ تھکا دینے والی ہوتی ہیں۔ اسی طرح دبر گندگی اور نجاست کی جگہ ہوتی ہے، اس کی طرف آدمی متوجہ ہوتا اور اس کو استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح یہ عورت کے لیے بھی سخت نقصان دہ ہے، کیونکہ یہ طبع کے بہت خلاف اور منافرت والا کام ہے۔ اسی طرح یہ کام غم و دکھ اور فاعل ومفعول سے نفرت کا باعث بنتا ہے۔ یہ کام چہرے کو سیاہ کرتا اور سینے کو اندھیرا کرتا اور دل کا نور ختم کرتا ہے۔ اس سے چہرے پر سراسیمگی چھا جاتی ہے اور وہ واضح نشانی بن جاتی ہے، جسے ادنیٰ سی فراست والا شخص بھی پہچان جاتا ہے۔ اسی طرح یہ کام ضروری طور پر فاعل ومفعول کے درمیان نفرت، سخت عداوت اور قطع تعلقی کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح یہ کام فاعل اور مفعول کی حالت اتنی خراب کر دیتا ہے کہ اس کی اصلاح ممکن نہیں رہتی، الا یہ کہ سچی توبہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہو جائے۔ اسی طرح یہ کام فاعل ومفعول دونوں سے خوبصورتی کو ختم کر دیتا ہے اور انہیں بدصورت بنا دیتا ہے، جیسا کہ ان کی باہم محبت نفرت وعداوت میں بدل جاتی ہے۔ اسی طرح یہ کام نعمتوں کے چھن جانے اور مصیبتوں کے چھا جانے کا بڑا سبب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی لعنت، اس کی ناراضی، اس کے اعراض اور بنظر رحمت نہ دیکھنے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے بعد ایسا شخص کس خیر کی امید کرے گا اور کس شر سے محفوظ ہو سکے گا، جس شخص پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہو، وہ اس سے اعراض کر لے اور اس کو بنظر رحمت نہ دیکھے، اس کی زندگی کیسی ہوگی؟ اسی طرح یہ کام حیا کو مکمل طور پر ختم کر دیتا ہے اور حیا ہی دلوں کی حیات ہے، جب دل اسے گم کر بیٹھے تو غلط کو درست اور درست کو غلط سمجھنے لگتا ہے، اس وقت خرابی اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے۔

اسی طرح یہ کام طبیعتوں کو اس طریقے سے پھیر دیتا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کی ہے۔ یہ الٹی طبع ہے اور جب طبع الٹ جائے تو دل اور طور طریقہ بھی الٹ جاتا ہے۔ تب وہ

برے اعمال وحالات کو اچھا سمجھ بیٹھتا ہے اور اس کی حالت، عمل اور کلام بلا اختیار خراب ہو جاتی ہے۔ نیز یہ کام ایسی بے غیرتی اور جرأت پیدا کرتا ہے، جو کسی اور کام سے پیدا نہیں ہوتی۔ نیز اس سے وہ رسوائی، ذلت اور حقارت پیدا ہوتی ہے، جو کسی اور کام سے نہیں ہوتی۔ نیز یہ بندے کو غصے اور کینے کا لباس پہنا دیتی ہے اور لوگ اس کو ذلیل وحقیر سمجھنے لگتے ہیں۔ یہ مشاہداتی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نبی پر درود وسلام کرے، جس کی اتباع وپیروی میں دنیا وآخرت کی سعادت ہے اور جس کی مخالفت ونافرمانی میں دنیا وآخرت کی بربادی ہے۔‘‘

(زاد المعاد لابن القیم : ٢٥٧/٤)

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

تـوتـی مـقبلة ومدبرة فی الفرج . ’’اگلی اور پچھلی دونوں جانبوں سے فرج میں ہی جماع کیا جائے گا۔‘‘ (السنن الکبرٰی للبیهقی : ١٩٧/٧، وسندهٗ صحیحٌ)

اس آیت کی تفسیر میں امام مجاہد بن جبر تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مـن أتـی امـرأتــه فـی دبـرهــا فهو من المرأة مثلــه مـن الـرجل ، ثمّ تلا ﴿وَیَسْــأَلُـونَکَ عَـنِ الْـمَـحِیضِ قُلْ هُوَ أَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِی الْمَحِیضِ وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰی یَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَیْثُ أَمَرَکُمُ اللّٰهُ﴾ أن تعتزلوهن فـی الـمـحیض الفرج ، ثمّ تلا ﴿نِسَاؤُکُمْ حَرْثٌ لَکُمْ فَأْتُوا حَرْثَکُمْ أَنّٰی شِئْتُمْ﴾ قائمة وقاعدة ومقبلة ومدبرة فی الفرج .

’’جس آدمی نے اپنی بیوی کی دبر میں جماع کیا، تو اس کا یہ فعل مرد کے ساتھ ایسا کرنے کی طرح ہے، پھر انھوں نے یہ آیتِ کریمہ پڑھی: **﴿وَیَسْــأَلُـونَکَ عَـنِ الْـمَحِیضِ قُلْ هُوَ أَذًی فَـاعْـتَـزِلُـوا الـنِّـسَـاءَ فِـی الْـمَـحِیضِ وَلاَ تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰی یَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَـأْتُوهُنَّ مِنْ حَیْثُ أَمَرَکُمُ اللّٰهُ﴾** (اے نبی! وہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے کہ وہ گندگی ہے، لہٰذا تم حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو، ان کے قریب نہ جاؤ

،حتی کہ وہ پاک ہوجائیں، جب وہ اچھی طرح پاک ہوجائیں تو اس طرح ان سے جماع کرو، جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے)، یعنی تم حیض کے دنوں میں عورتوں کی اگلی شرمگاہ سے دور رہو، پھر انہوں نے یہ فرمانِ باری تعالیٰ پڑھا: ﴿ **نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ** ﴾ (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں، تم اپنی کھیتی کو جس طرح چاہو، آؤ)، یعنی عورت کھڑی ہو، بیٹھی ہو، منہ مرد کی طرف کیے ہوئے ہو یا پشت مرد کی طرف کیے ہوئے ہو، جماع اگلی شرمگاہ میں ہی کرنا ہے۔" (مسند الدارمی : ١١٧٥، وسندہٗ صحیحٌ)

نیز فرماتے ہیں: **من حيث أمركم الله أن تعتزلوهنّ فى المحيض .**
"(وہاں جماع کرو) جہاں سے تمہیں حیض کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے روکا تھا۔"

(مصنف ابن ابی شیبة : ٢٣٢/٤، وسندہٗ صحیحٌ)

عکرمہ رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **من حيث أمركم أن تعتزلوا .** "جہاں سے دور رہنے کا اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا تھا (اسی اگلی شرمگاہ میں جماع کرو)۔" (مصنف ابن ابی شیبة : ٢٣٢/٤، وسندہٗ صحیحٌ)

ابراہیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: **فى الفرج .** "اس سے مراد اگلی شرمگاہ میں جماع کرنا ہے۔" (مسند الدارمی : ١١٧٤، وسندہٗ صحیحٌ)

ابو رزین الاسدی کہتے ہیں: **من قبل الطهر .** "اس سے مراد طہر میں جماع کرنا ہے۔" (تفسیر الطبری : ٣٩١/٤، وسندہٗ صحیحٌ)

امام قتادہ تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وطؤهن غير حيض .** "حیض کی حالت کے علاوہ جماع کرنا اس سے مراد ہے۔" (تفسیر عبد الرزاق : ٣٣٩/١، وسندہٗ صحیحٌ)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: **وفيه دلالة حينئذ على تحريم الوطء فى الدبر .** "اس آیتِ کریمہ میں دبر میں جماع کی حرمت پر دلالت موجود ہے۔" (تفسیر ابن کثیر : ٥٢٣/١)

دلیل نمبر ② :

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ﴾ (البقرة : ٢٢٣)

”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، تم اپنی کھیتیوں کو جیسے چاہو، آؤ۔“

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: **قالت اليهود : إنّما يكون الحول إذا أتى الرجل امرأته من خلفها ، فأنزل اللّٰه : ﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ﴾** (البقرة : ٢٢٣) **، من قدّامها ، ومن خلفها ، ولا يأتيها إلّا في المأتي .** ”یہودی کہتے تھے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے جماع اس کے پچھلی جانب سے کرے تو اسی صورت میں بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی، یعنی مرد، عورت سے اگلی جانب سے اور پچھلی جانب سے جماع کرسکتا ہے، لیکن جماع صرف اگلی شرمگاہ میں کرے۔“ (صحیح ابن حبان : ٦١٩٧، وسندہٗ صحیحٌ)

(نیز دیکھیں صحیح مسلم : ١٤٣٥)

عکرمہ رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **إنّما هو الفرج .**

”اس سے مراد اگلی شرمگاہ ہی ہے۔“ (مسند الدارمی : ١١٦٤، وسندہٗ صحیحٌ)

نیز فرماتے ہیں: **يأتيها كيف شاء ، قائم وقاعد وعلى كلّ حال ، يأتيها ما لم يكن في دبرها .** ”مرد اپنی عورت سے جیسے چاہے، کھڑے، بیٹھے اور ہر حالت میں جماع کرسکتا ہے، لیکن اس کی دبر میں نہیں۔“

(مصنف ابن ابی شیبة : ٢٢٨/٤، وسندہٗ صحیحٌ)

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **كانت اليهود لا تألوا ما شددت على المسلمين ، كانوا يقولون : يا أصحاب محمّد ! إنّه واللّٰه ما يحلّ لكم أن تأتوا نساء كم إلّا من وجه واحد .** ”یہودی مسلمانوں کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ

سے نہ جانے دیتے تھے، وہ کہتے تھے کہ اے محمد (ﷺ) کے ساتھیو! اللہ کی قسم تمہارے لیے عورتوں سے جماع کی صرف ایک ہی صورت جائز ہے۔‘‘

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی تو : **فخلّی اللّٰہ بین المؤمنین وبین حاجتھم .** ’’اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں اوران کی ضرورت کے درمیان سے آڑ ختم کردی۔‘‘ (مسند الدارمی : ١١٦٥، وسندہٗ صحیحٌ)

یہودیوں کا کہنا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کے پیچھے سے اس کا اگلا حصہ استعمال کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنے نظریے کے مطابق صحابہ کرام کو طعنے دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر یہودیوں کا ردّ کر دیا کہ جیسے چاہو اپنی بیویوں کے پاس آؤ، لیکن اس حصہ کو استعمال کرنا ہے، جس سے بچے کی ولادت ہوتی ہے۔

اس آیت کی یہی تفسیر مرہ بن شراحیل الہمدانی نے بیان کی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ : ٤/ ٢٣٠، وسندہٗ صحیحٌ)

امام ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طُھرا ، غیر حیّض . ’’وہ عورتیں پاک ہوں، حیض کی حالت میں نہ ہوں۔‘‘

(مصنف ابن ابی شیبۃ : ٤/ ٢٢٩، وسندہٗ صحیحٌ)

محمد بن کعب القرظی تابعی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں کہا کرتے تھے:

ائتها مضجعة وقائمة ومنحرفة ومقبلة ومدبرة كيف شئت إذا في قبلها .

’’تو اپنی بیوی سے جیسے چاہے جماع کر اس حال میں کہ وہ لیٹی ہوئی ہو، کھڑی ہوئی ہو، ٹیڑھی ہو، منہ تیری طرف کیے ہوئے ہو یا پیٹھ تیری طرف کیے ہوئے ہو، بشرطیکہ جماع اس کی اگلی شرمگاہ میں کرے۔‘‘ (تفسیر الطبری : ٤/ ٣٩٨، وسندہٗ حسنٌ)

اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن السدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ائت حرثک کیف شئت من قبلها ، ولا تأتها في دبرها ، أنّى شئتم ، قال

: **كيف شئتم .** ”تو اپنی کھیتی کو جیسے چاہے، آ، یعنی اگلی شرمگاہ میں جماع کر، دبر میں جماع نہ کر، فرمانِ باری تعالیٰ **أَنّٰى شِئْتُمْ** سے مراد ہے کہ جیسے چاہو (اگلی شرمگاہ میں جماع کرو)۔“ (تفسير الطبري : ۳۹۸/٤، وسندهٔ حسنٌ)

سنی مفسر امام ابنِ جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **يعني تعالىٰ ذكره بذلك : نساء كم مزدرع أولادكم ، فأتوا مزدرعكم كيف شئتم ، وأين شئتم .**

”اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ عورتیں تمہارے بچوں (کی پیدا ہونے) کی کھیتیاں ہیں، تم اپنی کھیتیوں (اگلی شرمگاہ میں) کو جیسے چاہو، جہاں چاہو جماع کرو۔“

(تفسير الطبري : ۳۹۸/٤)

اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن السدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أمّا الحرث ، يعني مزرعه ، يحرث فيها . ”کھیتی سے مراد اس کی بیج بونے کی جگہ ہے، جس میں وہ ہل چلاتا ہے۔“ (تفسير الطبري : ۳۹۸/٤، وسندهٔ حسنٌ)

حدیثی دلائل

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۲۳۸۔۳۲۱ھ) لکھتے ہیں: **فلمّا تواترت هذه الآثار عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم بالنهي عن وطء المرأة في دبرها ، ثمّ جاء عن أصحابه وعن تابعيهم ما يوافق ذلك وجب القول به وترك ما يخالفه .**

”جب رسول اللہ ﷺ سے عورت کی دبر میں جماع سے ممانعت پر یہ احادیث متواتر ہیں، پھر آپ کے صحابہ کرام اور تابعین کرام سے اسی کے مطابق روایات مروی ہیں تو اس (دبر میں جماع کی حرمت) کے قائل ہونا اور اس کے خلاف قول کو چھوڑنا واجب ہے۔“

(شرح معاني الآثار للطحاوي : ٤٦/٣)

محمد بن جعفر الکتانی رحمہ اللہ (۱۲۷۴۔۱۳۴۵ھ) نے بھی ان احادیث کو ”متواتر“ قرار دیا

ہے۔ (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر للکتانی : ۱۴۹)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳۔۷۴۸ھ) لکھتے ہیں: **قد تیقّنا بطریق لا محید عها نهی النبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم عن أدبار النساء وجزمنا بتحریمه ، ولی فی ذلک مصنّف کبیر .** ”ہم نے ایسے طریقے (تواتر) سے یقین کیا ہے، جس سے کوئی مفر نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی پچھلی شرمگاہوں میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے اور ہم نے اس کو بالجزم حرام قرار دیا ہے۔ اس بارے میں میری ایک ضخیم تصنیف بھی ہے۔“

(سیر اعلام النبلاء للذهبی : ۱۲۸/۱۴)

حدیث نمبر ① :

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

انّ الیهود قالوا للمسلمین : من أتی امرأته وهی مدبرة جاء ولدها أحول ، فأنزل اللّٰه عزّ وجلّ : ﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ﴾ (البقرة : ۲۲۳)، **فقال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم : مقبلة ومدبرة ما کان فی الفرج .**

”یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا کہ جو آدمی اپنی بیوی سے جماع اس حالت میں کرے کہ وہ اس کی پشت کیے ہوئے ہو تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ﴾** (البقرة : ۲۲۳) (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، تم اپنی کھیتی کو جیسے چاہو آؤ)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عورت تمہاری طرف منہ کیے ہوئے ہو یا پشت جماع جائز ہے، بشرطیکہ اگلی شرمگاہ میں ہو۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی : ۴۱/۳، وسندہٗ صحیحٌ)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: **ففی توقیف النبیّ صلّی اللّٰه إیّاهم فی ذلک علی الفرج إعلام منه إیّاهم أنّ الدبر بخلاف ذلک .**

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اگلی شرمگاہ پر موقوف کر دیا ہے، اس میں ان کو یہ بتا دیا ہے

کہ پچھلی شرمگاہ اس کے خلاف (حرام) ہے۔" (شرح معانی الآثار للطحاوی : ۴۱/۳)

حدیث نمبر ② : سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **هی اللوطيّة الصغری .**

"یہ لواطت سے ملتا جلتا کام ہے۔" (زوائد مسند الامام احمد : ۲۱۰/۲، وسندهٗ صحيحٌ)

اس کے راوی عمرو بن شعیب کے بارے میں حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وثّقه الجمهور . "اسے جمہور نے ثقہ قرار دیا ہے۔"

(تهذیب التهذیب لابن حجر : ۳۶/۷)

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ والی سند کے بارے میں علمائے کرام کی تحقیق ملاحظہ ہو:

① امام حاکم رحمہ اللہ (۳۱_۴۰۵ھ) ایک دوسری روایت کے بارے فرماتے ہیں:

هذا حديث ثقات رواته حفّاظ ، وهو كالآخذ باليد فی صحّة سماع شعيب بن محمّد عن جده عبد الله بن عمرو . "یہ ثقہ راویوں کی بیان کردہ حدیث ہے، اس کے سارے راوی مضبوط حافظے والے ہیں۔ شعیب بن محمد کے اپنے دادا سیدنا عبداللہ بن عمرو سے سماع صحیح ہونے کے بارے میں یہ روایت ایسے ہے، جیسے وہ (شعیب) اپنے ہاتھ کے ساتھ (اپنے دادا کو) پکڑنے والے ہیں۔" (المستدرك للحاكم : ۶۵/۲)

(نیز دیکھیں : السنن الكبرٰی للبيهقی : ۳۱۸/۷_۳۱۹)

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱_۶۷۶ھ) لکھتے ہیں: **وأنكر بعضهم سماع شعيب عن جدّه عبد الله بن عمرو ... هذا إنكار ضعيف ، وأثبت الدارقطنیّ وغيره من الأئمّة سماع شعيب من عبد الله ، الصحيح المختار الاحتجاج به عن أبيه عن جدّه كما قال الأكثرون .** "بعض محدثین نے شعیب کے اپنے دادا سیدنا عبداللہ بن عمرو سے سماع کا انکار کیا ہے، لیکن یہ انکار بہت کمزور ہے۔ امام دارقطنی اور

دوسرے ائمہ کرام نے شعیب کے سیدنا عبداللہ بن عمرو سے سماع کو ثابت کیا ہے۔ صحیح اور مختار بات یہ ہے کہ اس سند سے حجت لی جائے گی، جیسا کہ جمہور محدثین نے فرمایا ہے۔“

(تهذيب الاسماء واللغات للنووى : ٢٩/٢۔٣٠)

حافظ منذری رحمہ اللہ (۵۸۱۔۶۵۶ھ) لکھتے ہیں: **والجمهور على توثيقه وعلى الاحتجاج بروايته عن أبيه عن جدّه .** ”جمہور کے نزدیک شعیب ثقہ ہیں اور ان کی عن ابیہ عن جدہ والی روایت قابل حجت ہے۔“

(الترغيب والترهيب للمنذرى : ٤٩٥/٤)

حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ (۷۲۳۔۸۰۴ھ) لکھتے ہیں: **احتج به الأكثرون .**

”اکثر محدثین نے اس سند سے حجت لی ہے۔“ (البدر المنير لابن الملقن : ٢٦٨/١)

حدیث نمبر ③ : عبدالرحمٰن بن سابط کہتے ہیں:

سألت حفصة بنت عبد الرحمن هو ابن أبى بكر ، قلت لها : إنّى أريد أن أسألك عن شىء ، وأنا أستحيى أن أسألك عنه ، قالت : سل يا ابن أخى عمّا بدا لك ، قال : أسألك عن إتيان النساء فى أدبارهنّ ، فقالت : حدّثتنى أمّ سلمة : قالت : كانت الأنصار لا تجبّى وكانت المهاجرون تجبّى ، فتزوّج رجل من المهاجرين امرأة من الأنصار ، فجبّاها ، فأبت الأنصاريّة ، فأتت أمّ سلمة ، فذكرت لها ، فلمّا أن جاء النبى صلّى اللّٰه عليه وسلّم استحيت الأنصاريّة وخرجت ، فذكرت ذلك أمّ سلمة للنبى صلّى اللّٰه عليه وسلّم ، فقال : ادعوها لى ، فدعيت له ، فقال لها ﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ﴾ ، صماما واحدا ، والصمام السبيل الواحد .

”میں نے حفصہ بنتِ عبدالرحمٰن سے سوال کیا، یہ عبدالرحمٰن سیدنا ابوبکر کے بیٹے ہیں،

میں نے ان سے عرض کی کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ انہوں نے فرمایا، اے بھتیجے! جو چاہے پوچھو، میں نے ان سے کہا، میں آپ سے عورتوں کی دبر میں جماع کرنے کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، انہوں نے فرمایا، مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انصار اپنی عورتوں کو اوندھا کر کے ان سے جماع نہیں کرتے تھے، جبکہ مہاجرین ایسا کرتے تھے۔ ایک مہاجر آدمی نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا اور اس سے جماع کرنے کے لیے اوندھا ہونے کا مطالبہ کیا تو اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور یہ واقعہ ذکر کیا۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے تو انصاری عورت شرم کے مارے باہر چلی گئی۔ سیدہ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا، اسے میرے پاس بلاؤ، اسے بلایا گیا تو آپ ﷺ نے یہ آیتِ کریمہ اس کو سنائی: ﴿ **نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ** ﴾ اور فرمایا، صمام (جماع کرنے والی شرمگاہ) ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی راستہ ہے۔" (مسند الدارمی : ۱۱۵۹، مسند الامام احمد : ۳۰۵/۶، تفسیر الطبری : ۹۲/۲، و سندہٗ حسنٌ)

امام دارمی رحمہ اللہ (۱۸۱۔۲۲۵ھ) فرماتے ہیں: **والصمام : السبیل الواحد .** "صمام ایک ہی راستہ ہے۔"

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۲۳۸۔۳۲۱ھ) لکھتے ہیں: **صماما واحد ، فذلک دلیل أنّ حکم ضدّ ذلک الصمام بخلاف حکم ذلک الصمام ، ولولا ذلک لما کان لقوله صماما واحد معنی .** "صمام ایک ہی ہے، یہ الفاظِ نبوی اس بات کی دلیل ہیں کہ اس صمام کے علاوہ کا حکم اس کے خلاف (حرمت والا) ہے، اگر ایسا نہ ہو تو ان نبوی الفاظ کا کوئی معنیٰ نہیں رہتا۔" (شرح معانی الآثار للطحاوی : ۴۳/۳)

فائدہ : حافظ بغوی رحمہ اللہ (۴۳۶۔۵۱۰ھ) لکھتے ہیں:

اتّفق أهل العلم على أنّه يجوز للرجل إتيان زوجته فى قبلها من جانب دبرها وعلى أيّ صفة شاء . ''علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ خاوند اپنی بیوی کی اگلی شرمگاہ میں جماع پچھلی جانب سے کرسکتا ہے، اس کے علاوہ جو بھی طریقہ چاہے استعمال کرسکتا ہے۔'' (شرح السنة للبغوی : ١٠٦/٩)

حدیث نمبر ④ :

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لا ينظر الله إلى رجل جامع امرأته فى دبرها .**

''اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف (بنظرِ رحمت) نہیں دیکھتے، جو اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرتا ہے۔'' (سنن ابن ماجه : ١٩٢٣، شرح معانی الآثار للطحاوی : ٤٤/٣، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ ؒ فرماتے ہیں:

وقد صحّ عنه . ''یہ حدیث آپ ﷺ سے صحیح ثابت ہے۔''

(مسائل الامام احمد واسحاق : ٣٥٣١)

بوصیری کہتے ہیں: **هذا إسناد صحيح ، رجاله ثقات .**

''یہ سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔'' (مصباح الزجاجة : ٩٧/٢)

اس کے راوی الحارث بن مخلد کو امام ابنِ حبان ؒ نے اپنی کتاب الثقات (۴۶/۴) میں ذکر کیا ہے۔

امام ابوعوانہ ؒ نے اس سے صحیح ابی عوانہ (۳۴۸۰) میں روایت ذکر کی ہے۔ یہ توثیق ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری ؒ فرماتے ہیں: **يعدّ من أهل المدينة .**

''اس کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔'' (التاریخ الکبیر للبخاری : ١٩/٢)

عبدان الاہوازی اور ابنِ شاہین رحمہما اللہ نے اسے صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی ؒ نے اسے ''صدوق'' کہا ہے۔ (الکاشف للذہبی : ١٩٧/١)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **معروف بصحبة أبی هريرة .**
"یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد ہیں۔" (الاصابة لابن حجر : ۱۷۲/۳)

لہٰذا امام بزار رحمہ اللہ کا اسے "ولیس بمشہور"، حافظ ابن القطان رحمہ اللہ اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کا اسے "مجہول الحال" کہنا مضر نہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ راوی بلا شک وشبہ "حسن الحدیث" ہے۔

جامع معمر بن راشد (۲۰۹۵۲) کے الفاظ یہ ہیں: **إنّ الذی يأتی امرأة فی دبرها لا ينظر الله إليه يوم القيامة .** "جو شخص کسی عورت سے دبر میں جماع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن (نظر رحمت سے) نہیں دیکھیں گے۔"

حدیث نمبر ⑤ :

سیدنا علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لا تأتوا النساء فی أدبارهنّ ، فإنّ الله لا يستحيی من الحقّ .** "تم اپنی عورتوں سے ان کی پشتوں میں جماع نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا۔" (مسند الامام احمد : ۲۴۲۵۱، مسند الدارمی : ۱۱۸۱، سنن الترمذی : ۱۱۶۴، وسندهٗ حسنٌ ، والحدیث صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے "حسن" اور امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (۴۱۹۹) نے "صحیح" کہا ہے۔ اس کا راوی مسلم بن سلام الحنفی "حسن الحدیث" ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **يروی عنه .** "اس سے روایت لی جائے گی۔" (العلل ومعرفة الرجال : ۳۳۹۰)

امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے اپنی الثقات (۱۲۵/۴) میں ذکر کیا ہے۔ امام ابنِ شاہین رحمہ اللہ نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (الثقات لابن شاهين : ۱۳۹۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی حدیث کو "حسن" کہا ہے۔ یہ بھی توثیق ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **وثّق .** "اس کی توثیق کی گئی ہے۔" (الکاشف : ۱۲۴/۳)

لہٰذا ایسے راوی کی روایت ''حسن'' درجہ سے کم نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر ⑥ : سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

جاء عمر بن الخطّاب إلى رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ، فقال : هلكت ، قال : وما أهلكك ؟ قال : حوّلت رحلى الليلة ، قال : فلم يردّ عليه شيئا ، فأوحى اللّٰه إلى رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم هذه الآية : ﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ﴾ ، يقول : أقبل وأدبر ، واتّق الدبر والحيضة . ''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، میں ہلاک ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کس چیز نے آپ کو ہلاک کر دیا؟ عرض کیا میں نے آج رات اپنا کجاوہ الٹ دیا (اپنی بیوی کو الٹا کر اگلی شرمگاہ میں جماع کیا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ آیت وحی کی: ﴿ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ ﴾ (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں، تم اپنی کھیتی کو جس کو جس طرح چاہو، آؤ)، یعنی آگے سے جماع کرو یا پیچھے سے، ہاں دبر سے اور حیض سے بچو۔'' (مسند الامام احمد : ۲۹۷/۱، سنن الترمذی : ۲۹۸۰، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (۴۲۰۲) اور امام الضیاء المقدسی (المختارۃ: ۱۰/۱۰۰) اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: ۱۹۱/۸) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

اس کے راوی یعقوب بن عبداللہ القمی اور جعفر بن ابی المغیرہ دونوں جمہور کے نزدیک ''ثقہ'' ہیں۔ ان شاء اللہ!

فائدہ : حافظ ابنِ اثیر رحمہ اللہ (۵۵۵-۶۳۰ھ) لکھتے ہیں:

كنى برحله عن زوجته ، أراد به غشيانها فى قبلها من جهة ظهرها ، لأنّ الجامع يعلو المرأة ويركبها ممّا يلى وجهها ، فحيث ركبها من جهة ظهرها

کنی علیه . ”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کجاوے سے مراد اپنی زوجہ لی ہے۔ ان کی مراد یہ تھی کہ انہوں نے اپنی بیوی سے اگلی شرمگاہ میں جماع کیا ہے، لیکن پشت کی جانب سے، کیونکہ مرد جماع کی حالت میں عورت کے اوپر ہوتا ہے اور چہرے کی جانب سے اس پر سوار ہوتا ہے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پشت کی جانب سے سوار ہوئے تو اس طرح کنایہ کیا۔“

(النهاية لابن الاثير : ٢٠٩/٢)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ :

نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿ **نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَأْتُوا حَرْثَکُمْ أَنّٰی شِئْتُمْ** ﴾ (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں، تم اپنی کھیتی کو جس طرح چاہو، آؤ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **نزلت فی اتیان النساء فی أدبارھنّ .**
”یہ آیتِ کریمہ عورتوں سے پچھلی جانب سے جماع کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔“

(تفسیر الطبری : ٣٩٨/٤، وسندهٗ صحیحٌ)

نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ روایت بھی ہے: **کان لا یریٰ بأسا أن یأتی الرجل امرأته فی دبرھا .** ”آپ رضی اللہ عنہما عورت کی پشت کی طرف سے جماع کرنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔“

(السنن الکبریٰ للنسائی : ٨٩٨٠، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ان منقول روایات سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ آپ رضی اللہ عنہ عورت کی دبر میں جماع کرنے کو جائز قرار دیتے تھے، بلکہ ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ پیچھے سے آگے والی شرمگاہ میں جماع کرنا جائز ہے۔

اس پر دلیل یہ ہے کہ سعید بن یسار ابی الحباب کہتے ہیں: **قلت لابن عمر : إنّا نشتری الجواری ، فنحمّص لھنّ ، قال : وما التحمیض ؟ قال : نأتیھنّ فی أدبارھنّ ، قال : أو أو یعمل ھذا مسلم ؟** ”میں سے سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما

سے کہا کہ ہم لونڈیاں خریدتے ہیں اور ان سے تحمیض کرتے ہیں، آپ نے پوچھا، تحمیض کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ ہم ان کی دبر میں جماع کرتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا، کیا کوئی مسلمان ایسا کرسکتا ہے؟" (السنن الکبریٰ للنسائی : ٨٩٧٩، شرح مشکل الآثار للطحاوی : ١٥/٤٢٦، وسندهٗ صحیحٌ)

اب اس کے متعلق علمائے کرام کی تحقیق ملاحظہ ہو:

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ (۶۹۱-۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: **ومن هاهنا نشأ الغلط علی من نقل عنه الإباحة من السلف والأئمّة ، فإنّهم أباحوا أن يكون الدبر طريقا إلی الوطء فی الفرج ، فيطأ من الدبر لا فی الدبر ، فاشتبه علی السامع ، "من" ب "فی" ، ولم يفطن بينهما فرقا ، فهذا الذی أباحه السلف والأئمّة ، فغلط عليهم الغالط أقبح الغلط وأفحشه .** "اسی سے اس شخص کو غلطی لگی ہے، جس نے سلف اور ائمہ سے اس فعل کی اباحت بیان کی ہے۔ انہوں نے اس چیز کو جائز قرار دیا ہے کہ پچھلا حصہ اگلے حصے میں جماع کا راستہ بنے، چنانچہ مرد پچھلے حصے سے جماع کرے گا، نہ کہ پچھلے حصے میں۔ سننے والے کو 'سے' کا لفظ 'میں' کے ساتھ مشتبہ ہو گیا، وہ دونوں کے درمیان فرق نہیں سمجھ سکا۔ سلف اور ائمہ دین نے اس چیز کو جائز قرار دیا ہے، لیکن غلط بیانی کرنے والے نے ان پر قبیح ترین اور فحش ترین غلط بیانی کی ہے۔" (زاد المعاد لابن القیم : ٤/٢٦١)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **وهذا محمول علی ما تقدّم ، وهو أنّه يأتيها فی قبلها من دبرها لما رواه النسائی .** "سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے منقول روایات اس بات پر محمول ہیں کہ مرد اپنی بیوی کی پچھلی جانب سے اس کی اگلی شرمگاہ میں جماع کرسکتا ہے، جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے ان سے روایت بیان کی ہے۔"

(تفسیر ابن کثیر : ١/٥٢٦)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳-۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: **وقد جاءت رواية**

أخرى عنه بتحريم أدبار النساء ، وما جاء عنه بالرخصة ، فلو صحّ لما كان صريحا ، بل يحتمل أنّه أراد بدبرها من ورائها في القبل ، وقد أوضحنا المسألة في مصنّف مفيد ، لا يطالعه عالم إلّا ويقطع بتحريم ذلک .

''سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ایک دوسری روایت بھی آئی ہے کہ عورتوں کی پشتوں میں جماع کرنا حرام ہے۔ اور جو رخصت کے بارے میں روایات آئی ہیں، وہ اگر صحیح بھی ہوں تو صریح نہیں۔ بلکہ احتمال ہے کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ پچھلی جانب سے اگلی شرمگاہ میں جماع کرنا جائز ہے۔ ہم نے اس مسئلہ کو ایک مفید کتاب میں واضح کر دیا ہے۔ کوئی عالم اگر اس کا مطالعہ کرے گا تو ضرور اس کی حرمت کا فیصلہ کرے گا۔'' (سير اعلام النبلاء للذهبي : ۱۰۰/۵)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ (۷۰۱۔۷۷۴ھ) لکھتے ہیں: **وهو الثابت بلا شک عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنه أنّه يحرّمه .** ''سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے بلاشک وشبہ یہ بات ثابت ہے کہ وہ اس کام کو حرام قرار دیتے تھے۔'' (تفسير ابن كثير : ۵۳۳/۱)

نیز فرماتے ہیں: **ونصّ صريح منه بتحريم ذلک ، فكلّ ما ورد عنه ممّا يحتمل فهو مردود إلى هذا المحكم .** ''سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے اس کام کی حرمت کے بارے میں صریح نص موجود ہے، لہٰذا جو کچھ اس بارے میں احتمالی ہے، اس کو اسی محکم کی روشنی میں سمجھیں گے۔'' (تفسير ابن كثير : ۵۳۳/۱)

الحاصل : عورت سے دبر میں وطی کرنا قرآن وحدیث، اجماعِ امت اور فہمِ سلف کی روشنی میں حرام ہے۔ علماء کے دعویٔ اجماع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قبیح فعل کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں۔ عمومی دلائل سے اس کا جواز پیش کرنا اجماعِ امت کی خلاف ورزی ہے۔